JIBAS (The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

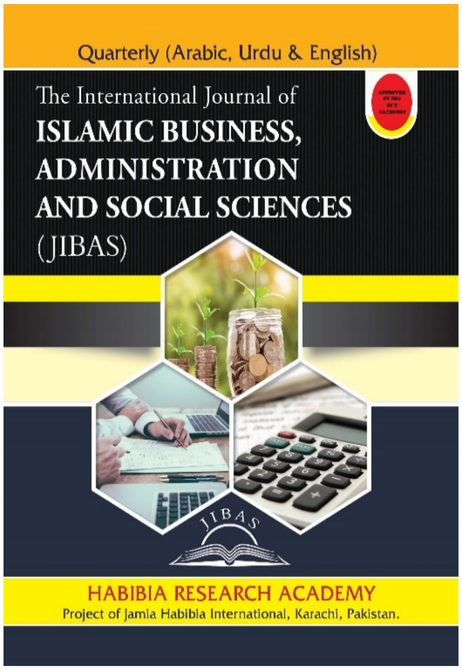

TOPIC:

SHARIAH GUIDELINES DURING PANDEMICS: TENETS AND PRACTICAL PERSPECTIVE

وبائی صورت حال سے نمٹنے کے لیے دین اسلام کی نظریاتی تعلیمات اور عملی ہدایات

AUTHORS:

1. *Dr. Muhammad Bilal Ebrahim Berberi Lecturer Islamic Studies Islamabad Model College For Boys, Sihala. Email ID: bilalberberi@gmail.com Orcid ID : https://orcid.org/0000-0003-1493-1220*
2. *Afifa Imaran , Department Of English University Of Karachi Email ID: afifaimran6@gmail.com*
3. *Syed imran ul haq. Assistant professor, Quran and sunnah. Faculty of Islamic studies University of Karachi Email ID: mihaq@uok.edu.pk*

How to Cite: *Berberi , Muhammad Bilal Ebrahim. fifa Imaran, and Syed imran ul haq2022. "SHARIAH GUIDELINES DURING PANDEMICS: TENETS AND PRACTICAL PERSPECTIVE: وبائی صورت حال سے نمٹنے کے لیے دین اسلام کی نظریاتی تعلیمات اور عملی ہدایات". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (1):1-14*
URL: . https://jibas.org/index.php/jibas/article/view/55.

Vol. 2, No.1 || January –March 2022 || P. 1-14
Published online: 2022-03-30

QR. Code

SHARIAH GUIDELINES DURING PANDEMICS: TENETS AND PRACTICAL PERSPECTIVE

وبائی صورت حال سے نمٹنے کے لیے دین اسلام کی نظریاتی تعلیمات اور عملی ہدایات

Muhammad Bilal Ebrahim Berberi

ABSTRACT:
Humanity, since its first steps down on earth, has been coping with myriad of infectious diseases, some of which are termed epidemics for their wide and rapid spread while some others pandemics for their threatening effects all over the world. The number of people having fallen prey to these infections counts in millions. From the likes of cholera, influenza, typhus, smallpox, measles, HIV/AIDS to the current Covid-19 outbreak, mankind has been busy digging out to get medical remedies, endeavoring to find drugs and working to discover proper medications to contain the epidemics' spread and mortality. All the efforts made in this regard are commendable and must be applauded. From a Muslim perspective however, the question arises, what does Islam, being a religion claiming universality and the status encompassing a "complete code of life for all", teach its adherents to comply in such miserable situations? What instructions does it have for the humanity to manage the mental and physical challenges the pandemics pose to the mankind across all identities? Furthermore, how do the Muslim beliefs in Allah as All-Wise and Most Merciful, regarding the pre-ordained destiny and the time of death align the miserable conditions suffered by Allah's most beloved creature with the human efforts on disease control, and drug discovery? This paper aims at discussing the theoretical teachings and practical directions given by Islam deriving from the sacred text of the Holy Quran and the established traditions of the Holy Prophet Muhammad, may Allah's blessings be upon him, as narrated in authentic books of Hadith sciences.
Keywords: *Pandemic, Epidemic, Plague, Theoretical teachings, Practical directions, Infectious diseases.Covid-19.*

وبا/طاعون/Pandemic/Epidemic/ Plague:مفاہیم: وبائی اور متعدی امراض کے لیے عام طور پر اردو اور عربی زبان میں؛ وبا اور طاعون اور انگریزی زبان میں pandemic، endemic اور plague کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں، سب سے پہلے ہم ان الفاظ کے مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں؛

الف: طاعون: طاعون عربی زبان کا لفظ ہے، ابن منظور کے مطابق ایسا عمومی مرض اور ایسی عمومی وبا جس کی وجہ سے فضا آلودہ ہو جائے اور یہ آلودہ فضا انسانی مزاج اور انسانی طبیعت میں خرابی پیدا کر دے۔([1]) معجم وسیط میں طاعون کو ایسا وبائی ورم بتایا گیا ہے جو پہلے پہل چوہوں کو متاثر کرتا ہے، اور پھر جب مکھیاں اس زخمی ورم پر بیٹھتی ہیں تو اس کے جراثیم دوسرے چوہوں اور انسانوں تک پہنچاتی ہیں، جس سے ورم کی یہ بیماری پھیلتی ہے۔([2]) اسی خاص متعدی بیماری کو انگریزی زبان میں پلیگ کہا جاتا ہے۔([3]) امام نوویؒ فرماتے ہیں؛ طاعون جسم پر نکلنے والے وہ پھوڑے ہوتے ہیں جو بغلوں، بازوؤں، ہاتھوں، انگلیوں اور جسم کے مختلف حصوں میں نکل آتے ہیں، ان پھوڑوں کی وجہ سے جسم سوجھ جاتا ہے اور شدید درد محسوس ہوتا ہے، ان پھوڑوں میں شدید جلن ہوتی ہے اور ان کے آس پاس کا حصہ کالا، ہرا، یا لال ہو جاتا ہے،

ساتھ ساتھ دل گھبرانے کی کیفیت اور قئے کی شکایت ہوتی۔([4]) ابن قیمؒ کے مطابق طاعون ایک خاص متعدی مرض کا نام ہے، پھوڑے پھنسی، سوجھن اور جسمانی زخم یہ اس خاص مرض کے ظاہری نتائج وآثار ہیں، چونکہ اس مرض کے جراثیم کی اس وقت تک تحقیق نہ سکی تھی، اس لیے اس بیماری کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ان نتائج اور آثار ہی کو طاعون کا نام دے دیا گیا۔ نیز ابن قیمؒ نے لفظ وبا اور لفظ طاعون کے باہمی تعلق کو واضح کرتے ہوئے وبا کو ہر متعدی مرض کے لیے استعمال ہونے والا لفظ، جب کہ طاعون کو ایک خاص قسم کے متعدی مرض کے لیے استعمال ہونے والا لفظ قرار دیا ہے۔([5])

ب: وبا: لفظ وبا بھی عربی زبان ہی کا لفظ ہے، فیروزآبادی کے مطابق وبا طاعون اور ہر اس مرض کو کہتے ہیں جس کا پھیلاو عام ہو جائے۔ علامہ زبیدی نے حکیم داؤد انطاکی کے حوالے سے وبا کی وضاحت میں لکھا ہے کہ: وبا در حقیقت فضا میں پیدا ہونے والے اس تغیر اور تبدیلی کا نام ہے جس کی وجہ مختلف آسمانی یا زمینی عوارض واسباب ہو سکتے ہیں، مثلاً؛ خاص قسم کی شعاعوں اور چمک والے تاروں کا اکھٹا ہو جانا، یا انسانوں کے درمیان ہونے والی جنگیں، قبروں کا کھل جانا اور فاسد بخارات کا ہوا میں اٹھ کر فضا میں تحلیل ہو جانا، ان اسباب کے ساتھ ساتھ بسا اوقات وبائیں موسموں اور زمینی عناصر میں پیدا ہونے والی تبدیلی اور کائنات میں رونما ہونے والی مختلف قسم کے انقلابات کی وجہ سے پھوٹ پڑتی ہیں۔ وبائی بیماریوں کی بہت سی علامات ہیں جن میں سے بخار، چیچک، نزلہ وزکام، خارش اور جسمانی سوجھن وغیرہ عام ہیں۔([6])

ج: Epidemic/Plague/Pandemic: plague ایک خاص قسم کے بیکٹیریا سے پھیلنے والی بیماری ہے، یہ بیکٹیریا عموماً دودھ پلانے والے جانوروں میں پایا جاتا ہے، ان جانوروں پر بیٹھنے والے مکھیاں اور ان پر رینگنے والے چھوٹے چھوٹے کیڑے اس بیماری کو ایک جانور سے دوسرے جانور میں منتقل کرتے ہیں اور یوں یہ بیماری جانوروں سے انسانوں کو بھی منتقل ہوتی ہے۔([7]) میریم ویبسٹر اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کے مطابق epidemic کسی متعدی مرض کے ایسے پھیلاو کو کہتے ہیں جو کچھ ہی عرصے میں انسانوں کی ایک بڑی تعداد کو عمومی طور پر متاثر کردے، جب تک یہ پھیلاو کسی ایک خاص خطے / علاقے / ملک / شہر تک محدود رہتا ہے، اس وقت تک اس کو انگریزی زبان میں epidemic سے تعبیر کیا جاتا ہے، لیکن ایک خاص خطے / علاقے / ملک / شہر سے نکل کر دنیا بھر کے مختلف خطوں، علاقوں، ممالک، شہروں میں یہ متعدی بیماری پھیل جائے اور دنیا بھر کے کئی ایک انسانوں کو متاثر کردے، تو پھر اس مرض کا یہ پھیلاو pandemic کہلاتا ہے۔ ہیضہ ، طاعون، اور انفلوئنزا وہ تین بڑی وبائی بیماریاں ہیں جنہوں نے مختلف انسانی تہذیبوں کی تاریخی تشکیل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔([8])

وبائی صورت حال سے نمٹنے کے لیے اسلام کی نظریاتی تعلیمات:

الف: نظریۂ حکمت خداوندی: یعنی اللہ تعالی حکیم ہیں، اور حکیم کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، دین اسلام اپنے ماننے والوں کو بنیادی طور پر اس عقیدے اور نظریے کی تعلیم دیتا ہے کہ اللہ تعالی جو ان کا خالق وپروردگار ہے، وہ حکیم یعنی حکمت والا ہے، قرآن کریم میں متعدد مقامات پر ذات باری تعالی کی صفات میں سے صفت حکمت کو ذکر کیا گیا ہے، حکمت کے معنی؛ تخلیقِ اشیا کی تدبیر اور ان کی حسنِ تقدیر کا محکم اور مضبوط ہونا ہے۔[9] بظاہر برے دکھنے والے حالات میں بھی اللہ تعالی کے بارے میں حکیم ہونے کا نظریہ وعقیدہ ایک مسلمان کو روحانی اطمینان اور تسکین بخشتا ہے کہ جس پروردگار نے ایسے حالات پیدا کیے ہیں، اس کی ہر شان میں ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں جو صرف وہی جانتا ہے، انسانی بصیرت اللہ تعالی کی ان حکمتوں کی حقیقت اور ماہیت تک پہنچنے سے یکسر قاصر ہے، اس لیے گو کہ دیکھتی آنکھ کو کوئی حال برا لگ رہا ہے، لیکن وہ براحال بھی حکیم وعلیم کی حکمت وعلم کے تقاضے کے مطابق عین انصاف اور عدل ہے۔

ب: نظریۂ قضاوقدر: دنیامیں وقوع پذیر ہونے والا معمولی ساحادثہ اور پیش آنے والے چھوٹاساواقعہ بھی اللہ تعالی کے علم میں مقدر اور مقرر ہے، اللہ تعالی نے جو کچھ مقدر فرمادیا ہے وہ ہو کر رہے گا، کیساہی سبب اور کیسی ہی کوشش کر لی جائے، انسانی تدبیر اس کو روکنے سے یکسر عاجز ہے۔ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے ایک دیہاتی نے امراض کے متعدی ہونے کے بارے میں اپنی یہ الجھن پیش کی کہ اگر بیماریاں ایک سے دوسرے کو نہیں لگتیں، تو پھر ہم کیوں ایک خارش زدہ اونٹ کے ریوڑ میں پائے جانے سے دوسرے اونٹوں کو بھی خارش زدہ ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں؟ رسول اللہ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو جواب دیا، اس میں اسی عقیدۂ تقدیر کی اصلاح مقصود تھی، آپ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا؛ اچھا! دوسرے اونٹوں میں بیماری پھیلنے کا سبب خارش زدہ اونٹ ہے، تو جس اونٹ کو سب سے پہلے خارش کی بیماری لگی تھی، اس کو یہ بیماری کس سے پہنچی تھی؟[10] اس کا جواب واضح ہے کہ پہلے اونٹ کو بھی یہ بیماری مشیت الہی اور تقدیر ہی سے لگی تھی، تو دوسروں کو بیماری لگنے کا بھی سبب حقیقی اللہ تعالی کی مشیت اور تقدیر ہی ہے، گو کہ اللہ تعالی نے جس طرح دنیا کے حوادث کو عموماظاہری اسباب کے ساتھ متعلق کیا ہے، اس لیے اللہ تعالی نے اپنے حکم ہی سے پہلے خارش زدہ اونٹ کو دوسرے اونٹوں تک بیماری پہنچنے کا ظاہری سبب بنادیا ہو، لیکن اس ظاہری سبب کے پردے کے پیچھے حکم خداوندی ہی کی کارفرمائی۔ تقدیر کا یہی عقیدہ مصائب وآفات کے وقت انسان کو نفسیاتی دباو اور تناوایسے امراض سے بچاتا ہے، اور اس کو برضاوخوشی مشیت الہی کے سامنے سر تسلیم خم کیے رہنے پر آمادہ کرتا ہے۔ سیدناعمرؓ مندرجہ ذیل اشعار پڑھا کرتے تھے؛

فَهَوِّنْ عَلَيْكَ فَإِنَّ الأُمُورَ　　　بكفِّ الإلٰهِ مَقَادِيرُهَا

فَلَيْسَ يَأتِيكَ مَصْرُوفُهَا　　　ولا عَازِبٌ عَنْكَ مَقْدُورُهَا

یعنی پریشان مت ہو، مطمئن رہو، تمام معاملات کی تقدیریں معبود برحق کے ہاتھ میں ہے، اس تقدیر میں اگر کچھ تم سے پھیر دیا گیا ہے، تو وہ تم کو پہنچ نہیں سکتا، اور جو تمہارے لیے مقرر ہو چکا ہے وہ تم سے دور نہیں ہو سکتا۔([11])

ج: نظریۂ تعیین اجل (مدت عمر): دین اسلام کی ایک بنیادی اور اہم ترین نظریاتی تعلیم یہ ہے کہ ہر انسان کے لیے موت کا وقت مقرر ہے، جس وقت سے نہ ایک لمحہ زیادہ انسان اس دنیا میں جی سکتا ہے، اور نہ ہی اس وقت سے ایک لمحہ پہلے انسان کو موت آسکتی ہے، ایک حدیث میں منقول میں ہے؛ بچہ ماں کے پیٹ میں جب ایک سو بیس دن مکمل کرلیتا ہے، تو ایک فرشتہ اسی وقت مامور ہوتا ہے جو اللہ تعالی کے علم ازلی کے مطابق؛ اس کا رزق، اس کی موت کا وقت اور اس کی عملی زندگی میں نیکی یا بدی کا پہلو، لکھ دیتا ہے۔ یہ نظریہ وعقیدہ انسان کے دل سے موت کے بے جا خوف کو دور کر دیتا ہے، اور اس خوف کو انسان کی نفسیات پر غالب ہو کر دماغی پریشانی میں مبتلا ہونے سے محفوظ رکھتا ہے۔ سورہ بقرہ میں اللہ تعالی نے بنی اسرائیل کی ایک قوم کا تذکرہ فرمایا ہے جن کا خیال تھا کہ اگر وہ وبازدہ علاقے سے نکل کر دوسرے علاقے میں چلے جائیں گے، تو وہ موت سے بچ جائیں گے۔ تاہم اللہ تعالی نے اپنے کمال قدرت کے اظہار اور ان کی اس خام خیالی کی اصلاح کے لیے ان کے وبازدہ علاقوں سے نکلتے ہی انہیں موت دے دی، اور سب کے سب مر گئے، اس کے بعد اللہ تعالی نے انہیں اپنے حکم سے زندگی عطا فرمادی اور انہیں یہ باور کروادیا کہ موت وحیات کا فیصلہ خالق موت وحیات کے قبضہ قدرت میں ہے، اور دنیا کا کوئی سبب اس کی قدرت کا مقابلہ نہیں کر سکتا،([12]) اس بات کا مشاہدہ آئے دن ہوتا رہتا ہے کہ صحت مند ہنستا بستا چلتا پھرتا آدمی کبھی بغیر کسی حادثے اور بیماری اور کبھی کسی غیر متوقع حادثے کی زد میں آکر زندگی ہار جاتا ہے، اور دوسری طرف مہلک بیماریوں کے شکار افراد سالوں زندہ رہ کر اپنی سانسیں گنتے رہتے ہیں۔ دیدہ عبرت کے لیے اس میں بڑی نشانیاں ہیں۔ کسی کی موت پر تعزیت کے لیے کہے جانے والے مسنون کلمات میں بھی اس حقیقت کا تذکرہ موجود ہے؛ "وہ چیز اللہ ہی ملکیت تھی جو اس نے لے لی، اور اس چیز کی ملکیت بھی اللہ ہی کی ہے جو اس نے دیے رکھی، اور ہر چیز کے لیے اللہ کے علم میں (لینے اور دینے کی) ایک مدت مقرر ہے۔"([13]) یعنی جب ہر چیز کے فنا کے لیے ایک وقت مقرر ہے تو پھر جزع وفزع بے سود ہے، مقررہ وقت فنا میں تقدیم وتاخیر ہونا محال تھا، اس لیے انسان کا کام ایسے موقع پر صبر سے کام لے کر اللہ تعالی سے اجر وثواب کی امید رکھنا ہے۔([14]) چنانچہ "اہل ایقان وایمان کو چاہیے کہ کمزور والوں کی طرح نہ بنیں، چاہے وہ علما ہوں، یا صرف نیکوکار ہوں، یا عمل میں کوتاہی کیوں نہ ہوں، اور اپنے ان ساتھیوں سے جو کسی خوف زدہ یا وبازدہ علاقے کی طرف گئے ہوں اور وہاں انہیں موت آجائے، تو یوں نہ کہیں کہ؛ اگر وہ ہمارے ہاں رہ جاتے تو نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، اور اس بات سے لاعلمی دکھائیں کہ اللہ

تعالی نے سب کی موت بھی ایسے ہی مقدر و مقرر کر دی ہے جیسا رزق سمیت کائنات میں رونما ہونے والے ہر حال اور ہر کام کو مقدر فرمار کھا ہے، اور اللہ کے علم ازلی ہی میں ہر چیز کا ایک وقت متعین ہے، ہر مقدر کردہ چیز اپنے مقررہ وقت میں ظاہر ہو کر رہے گی۔" (15)

د: نظریہ ابتلا و آزمائش اور نعمت و نقمت: انسانی زندگی مصیبت اور راحت، بیماری اور صحت، غم اور مسرت ہر دو قسم کے برے اور اچھے حالات سے دوچار رہتی ہے، نہ ہر وقت انسان مصائب کا شکار رہتا ہے، اور نہ ہر وقت راحت ہی راحت اٹھاتا ہے، انسان صحت سے بھی مستفید ہوتا ہے اور بیماری کی کلفت کا بھی سامنا کرتا ہے، غموں کو بھی جھیلتا ہے اور خوشی و مسرت کے لحات سے بھی محظوظ ہوتا ہے، یہ اللہ تعالی کی، آدم کی اولاد کے لیے، ایک سنت جاریہ ہے۔ کام یاب شخص اسی کو بتایا گیا ہے جو نعمت ملنے پر شکر ادا کرے اور مصیبت پہنچنے پر صبر سے کام لے، یہی وجہ ہے کہ مصائب اور تکالیف کو اللہ تعالی کے نافرمان بندوں کے لیے عذاب و بلا قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ وہ ان حالات میں مایوسی، ناامیدی اور شکوہ و شکایت کا شکار ہو جاتے ہیں، جب کہ انہی مصائب و تکالیف کو اہل ایمان و ایقان کے لیے سبب نعمت و رحمت قرار دیا گیا ہے اس لیے کہ وہ ایسے حالات میں بھی پر عزم، پر امید اور صبر جمیل کا دامن تھامے رکھتے ہیں۔ تاہم حالات کے اس تغیر میں، اور راحت کے زحمت سے بدل جانے میں جہاں اللہ تعالی کی بے شمار حکمتوں کے پنہاں ہوتی ہیں وہیں ان کے وقوع میں ظاہری اسباب کے دخیل ہونے کو بھی بتایا گیا ہے، چنانچہ قرآن و سنت میں انسان پر پڑنے والے منفی حالات، بیماری، مصیبت اور پریشانی کے دو بڑے اسباب بیان ہوئے ہیں؛

ا: بد عملی کی سزا: سورہ الشوری میں باری تعالی کا ارشاد ہے؛ اور تم کو (اے گناہگاروں) جو کچھ مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہی ہاتھوں کیے ہوئے کاموں سے (پہنچتی ہے) اور بہت سی تو درگزر ہی کر دیتا ہے۔ (بیان القرآن) سورہ الروم میں ارشاد ہے؛ خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب بلائیں پھیل رہی ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بعض اعمال کا مزہ ان کو چکھادے تا کہ وہ باز آ جائیں۔ (بیان القرآن) مفسرین نے اس آیت میں مذکور لفظ فساد کی تفسیر میں؛ قحط اور وبائی امراض اور آگ لگنے اور پانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت اور ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم نقصان زیادہ ہو جانا وغیرہ آفات سب کو شامل قرار دیا ہے۔ (16) (17)

۲: ابتلا و آزمائش اور اہل ایمان کے لیے درجات کی بلندی؛ اللہ تعالی کا ارشاد ہے؛ سورہ العنکبوت میں ارشاد ہے؛ کیا ان لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جاویں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو آزمایا نہ جاوے گا۔ (بیان القرآن) رسول اللہ ﷺ کا فرمان منقول ہے؛ آزمائش جتنی کڑی ہو گی، اجر اتنا ہی عظیم ہو گا، اللہ تعالی جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو ان کی آزمائش فرماتا ہے، چنانچہ جو اللہ تعالی کی آزمائش پر راضی ہو جائے تو اللہ تعالی اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو اللہ تعالی کی آزمائش پر ناراضگی کا اظہار کرے، اس کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے ناراضگی ہوتی ہے۔ (18) ایک اور حدیث میں مروی ہے؛ کسی بھی مسلمان کو کوئی کانٹا یا اس سے چھوٹی بڑی کوئی بھی

تکلیف پہنچے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا درجہ بلند فرماتے ہیں یا اس کا کوئی گناہ ہوتا ہے وہ معاف فرمادیتے ہیں۔([19])اسی وجہ سے خاص وبائی بیماری کے نزول کے متعلق بھی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا؛ یہ عذاب ہے جسے اللہ تعالیٰ جس پر چاہے بھیجتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے (ان) مؤمنین کے لیے (باعث) رحمت قرار دیا ہے (جو اس ابتلا کے وقت صبر کرتے ہیں)۔([20])

اب پریشان کن حالات کس کے حق میں رحمت ہیں، اور کس کے حق میں عذاب ہیں؟ مفتی شفیع صاحبؒ اس سوال کے جواب میں شاہ ولی اللہؒ اور مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالے سے لکھتے ہیں؛ اس کی پہچان حضرت شاہ ولی اللہؒ نے یہ لکھی ہے کہ جو نیک لوگ بطور ابتلا وامتحان کے گرفتار مصائب ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے قلوب کو مطمئن کردیتے ہیں اور وہ ان مصائب وآفات پر ایسے ہی راضی ہوتے ہیں جیسے بیمار کڑوی دوا یا آپریشن پر باوجود تکلیف محسوس کرنے کے راضی ہوتا ہے، بلکہ اس کے لیے مال بھی خرچ کرتا ہے، سفارشیں مہیا کرتا ہے، بخلاف ان گناہ گاروں کے جو بطور سزا ابتلا کیے جاتے ہیں، ان کی پریشانی اور جزع وفزع کی حد نہیں رہتی، بعض اوقات ناشکری، بلکہ کلمات کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ سیدی حکیم الامت تھانوی قدس سرہ نے ایک پہچان یہ بتلائی کہ جس مصیبت کے ساتھ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اپنے گناہوں پر تنبہ اور توبہ واستغفار کی رغبت زیادہ ہوجائے وہ علامت اس کی ہے کہ یہ قہر نہیں، بلکہ مہر اور عنایت ہے اور جس کو یہ صورت نہ بنے، بلکہ جزع وفزع اور معاصی میں اور زیادہ انہماک بڑھ جائے وہ علامت قہر الٰہی اور عذاب کی ہے۔([21])

وبائی صورت حال کے موقع پر دین اسلام کی عملی ہدایات:

الف: حفاظت کی دعاوں اور توبہ واستغفار کا اہتمام: جب مصیبت اور پریشانی، تکلیف اور بیماری اللہ تعالیٰ ہی حکم اور اسی کے فیصلے سے ہے، تو ایسے حالات سے نجات کے لیے بھی اسی ذات مقدس، قادر مطلق اور غفور رحیم کی طرف رجوع کی ضرورت ہے، گناہوں اور کوتاہیوں سے توبہ واستغفار پر اللہ تعالیٰ نے دنیا وآخرت دوجہانوں میں رحمت ونعمت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ توبہ واستغفار کرتے رہنے اور فرائض وحقوق سے سبک دوش رہنے کی تعلیم تو ہمہ وقتی ہے، تاہم وبا اور عمومی امراض پھیل جانے کے موقع پر خاص طور پر اس بات کے اہتمام کرنے کو ایک مسلمان کا وظیفہ قرار دیا گیا ہے۔([22]) سیدنا انس بن مالک سے مروی ایک حدیث میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے؛ میں تمہیں تمہاری (حقیقی) بیماری اور اس کی (حقیقی) دوا نہ بتاوں؟ تمہاری (حقیقی) بیماری گناہ ہیں، اور اس (حقیقی) بیماری کی دوا استغفار ہے۔([23]) علامہ ابن حجر فرماتے ہیں؛ اس میں کوئی شک نہیں کہ دعاوں کے ذریعے علاج جڑی بوٹیوں کے ذریعے علاج کرنے سے زیادہ نفع بخش ہے، نیز طاعون موت نہیں، بل کہ ایک بیماری ہے، اس لیے اس کے دور کرنے کی دعا کی جاسکتی ہے، اور اس سے پناہ مانگی جاسکتی ہے، جیسا کہ ہر مرض سے شفا کے لیے دعا کی جاتی ہے۔([24]) چنانچہ دعا کے ذریعے بلا ومصیبت سے بچنے کی کوشش کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ڈھال کے ذریعے

انسان دشمن کے تیر سے بچنے کی کوشش کرتا ہے، تقدیر پر ایمان لانے کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ دشمن کو دور کرنے کے لیے تیر استعمال نہ کیا جائے یا دشمن کے حملے سے بچنے کے لیے ڈھال نہ اٹھائی جائے۔(یعنی گو کہ تقدیر حق ہے، تاہم تقدیر تدبیر کے منافی ہر گز نہیں)([25])۔

ب: وبازدہ علاقے کی طرف سفر نہ کیا جائے: دوسری اہم عملی ہدایت یہ ہے کہ جب کسی علاقے / شہر / ملک میں وبائی بیماری پھوٹ پڑے تو وہاں، شدید ضرورت کے بغیر، جانے سے گریز کیا جائے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک ہے؛"جب تم سنو کہ کسی زمین میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی ہے تو اس زمین میں داخل نہ ہو۔"([26])ابن قیمؒ نے اس حکم کی حکمتوں پر بہت عمدہ گفتگو کی ہے؛ آپ لکھتے ہیں؛

۱: ایک حکمت یہ ہے کہ انسان موذی اسباب سے پرہیز کرتے ہوئے دور رہے۔

۲: دوسری حکمت عافیت اور سلامتی کا راستہ اختیار کرنا جو کہ دنیا و آخرت میں انسان کو مطلوب ہے۔

۳: وبازدہ علاقے کی فضا تو آلودہ ہو چکی ہے، اب کوئی شخص اگر وہاں جائے گا اور اس وبا شدہ فضا میں سانس لے گا سبب کے درجے میں اس شخص کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔

۴: اس طرح ایک صحت مند شخص ان مریضوں سے بھی دور رہ سکے گا جو اس بیماری سے متاثر ہو چکے ہیں، اور اس لیے کہ وبائی مرض سے متاثر بیمار افراد سے میل ملاپ بیماری سے متاثر ہونے کا سبب بن سکتا ہے۔

۵: وبازدہ مقام سے دور رہنے میں بدشگونی اور مرض کے خود بخود بغیر حکم الٰہی متعدی ہونے کی خام خیالی اور غلط تصور سے بھی بچاؤ بھی ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ وبازدہ علاقے میں جانے سے ممانعت میں؛نقصان کا سبب بن سکنے والے اسباب سے احتیاط اور پرہیز پر عمل پیرا ہونے کی تعلیم ہے، جب کہ وبازدہ علاقے نکلنے سے ممانعت میں؛ اللہ تعالیٰ پر توکل واعتماد، فیصلہ الٰہی کے روبرو تسلیم، رضامندی اور خود سپردگی کی تعلیم ہے۔([27])

ج: وبازدہ علاقے سے فرار اختیار نہ کیا جائے: اگر انسان کسی ایسی جگہ پر موجود ہو جہاں وبا پھوٹ پڑے، تو بغیر شدید ضرورت سے اس جگہ سے دوسری جگہ جانے سے بھی آپ ﷺ نے ممانعت فرمائی ہے، آپ ﷺ کا ارشاد ہے؛اور جب ایسی جگہ وبا پھوٹ جائے جہاں تم موجود ہو، تو وہاں سے باہر نہ نکلو۔([28])وبازدہ علاقے سے فرار اختیار نہ کرنے کے حکم میں موجود حکمتوں پر اہل علم نے گفتگو کی ہے، کچھ حکمتیں حسب ذیل ہیں؛

۱: وبائی مرض جب کسی جگہ پھیل جاتا ہے، تو وہاں رہنے والے تمام ہی افراد کو سبب کے درجے میں کسی نہ کسی صورت اور کیفیت میں متاثر کر چکا ہوتا ہے، اب ایک مرتبہ متاثر ہو جانے کے بعد وہاں سے فرار اختیار کرنا کسی طرح معقول اور مفید نہیں۔

۲: اگر وبازدہ علاقے سے یوں لوگ نکلتے رہیں گے تو پیچھے رہ جانے والوں کی، جن میں سے وبا سے متاثر بیمار بھی ہوں گے اور اس وبائی مرض کے علاوہ کسی دوسرے بیماری سے متاثر افراد بھی ہوں گے، ان کی خبر گیری کرنے کون کرے گا؟ اس لیے ان کی خبر گیری کرنے کے لیے وہاں پہلے سے موجود لوگوں کو علاقہ / شہر چھوڑنا مناسب نہیں۔ نیز جو کم زور لوگ اس مرض سے متاثر ہیں وہ صحت مندوں کے یوں ان کو بے یار و مدد گار چھوڑ کر جانے سے نفسیاتی طور پر شدید مایوسی کا شکار ہو جائیں گے اور یہ نفسیاتی مایوسی کا تاثر ان کے مرض کو مزید خطرناک اور سنگین کر دے گا۔

۳: اس حکم میں در اصل لوگوں کو اللہ تعالی پر بھرپور اعتماد اور مکمل توکل کی تعلیم دینا بھی مقصود ہے، نیز اللہ تعالی کے فیصلوں پر صبر کرنا اور اللہ تعالی کے ہر حکم پر قلبی طور پر راضی رہنے کی تلقین بھی مقصود ہے۔(29)

سورہ البقرۃ میں مذکور بنی اسرائیل کی اس قوم کا واقعہ پہلے ذکر کیا گیا جو موت کے خوف سے اپنا وبازدہ علاقہ چھوڑ گئی تھی(30)، اس واقعے میں بھی اس نکتے کو واضح کیا گیا ہے کہ وبازدہ علاقے سے بھاگ کر بھی انسان موت سے نہیں بچ سکتا، اسی آیت سے علمانے استدلال کیا ہے کہ وبازدہ علاقے سے بلاضرورت باہر نکلنا حرام ہے۔(31)

وبائی مرض کی سختیوں پر صبر، اور اس پر ملنے والے اجر کا استحضار کرنا: "بندہ مؤمن کو پہنچنے والی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی اس کے لیے اس اعتبار سے بہر حال نعمت ہی ہے کہ اس پر صبر کرنا اس کی گزشتہ گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔(32) ایک روایت سے مفہوم ہے کہ اللہ تعالی بندہ مؤمن کو تکلیف اور ناپسندیدہ صورت حال میں مبتلا فرماتے ہیں پھر اس کو صبر کی توفیق بخشتے ہیں، اور بطور جزا اس کو اونچے مراتب سے نوازتے ہیں۔(33) وبا ایسی بڑی مشکل پڑنے پر صابر مؤمن کا اجر کتنا بڑھ جاتا ہے، ملاحظہ کیجیے: صحیح بخاری میں سیدہ عائشہ کی روایت سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے کہ؛ جو شخص کسی وبازدہ علاقے میں صبر اور ہمت کے ساتھ ٹھہرا رہتا ہے، اور اس کا پختہ عقیدہ یہ ہوتا ہے کہ اس کو وہ مصیبت اور تکلیف پہنچ کر رہے گی جو اللہ تعالی نے اس کے لیے لکھ دی ہے، تو ایسے شخص کو شہید کا اجر ملے گا۔(34) اس حدیث سے متن پر غور کرتے ہوئے علامہ ابن حجرؒ فرماتے ہیں کہ؛ شہید کا سا اجر اس شخص کو ملے گا جو کہ؛

(۱) خوب صبر، اطمینان اور ہمت کے ساتھ حالات کو برداشت کرے، دلی تنگی محسوس نہ کرے، اور نہ وبازدہ علاقے سے بھاگنے کی فکر کرے۔

(۲) اس بات کا پختہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کا لکھا ہو کر رہے گا۔ اگر کوئی شخص وبازدہ علاقے میں ٹھہر تا تو ہے لیکن دلی طور پر نادم ہے، اور وہاں سے نہ جانے یا نہ جاسکنے پر پریشان ہے، اور اس کا خیال بھی یہ ہے کہ اگر وہ اس جگہ سے نکل جاتا تو اس مرض میں مبتلا ہی نہ ہوتا، وہاں رہ جانے کی وجہ سے اس کو بیماری نے متاثر کیا ہے، تو ایسے شخص کی اگر طاعون سے مت ہو بھی جائے تب بھی وہ شہید کے اجر سے محروم رہے گا۔(35)

اس لیے بندہ مؤمن کو دین اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ وہ وبازدہ علاقے میں اللہ تعالی پر توکل کرتے ہوئے اقامت کرے، وہاں سے فرار اختیار نہ کرے، اور اگر خدانخواستہ بیماری کا شکار ہو جائے تو صبر کرے اور اس پر ملنے والے اجر و ثواب کو سوچ کر راضی بہ رضائے خدا تعالی رہے۔

ہ: ماہر اطبا کی تجویز کردہ احتیاطی تدابیر پر عمل کرنا: تقدیر الٰہی کے سامنے سر تسلیم خم کیے رہنا، اللہ تعالی پر توکل اور بھروسہ رکھنا، اور صبر جمیل کے دامن کو تھامے رکھنے کی تعلیمات کے ساتھ ساتھ دین اسلام نے تدبیر کرنے، احتیاط برتنے، اور بیماری کا علاج کرنے کی بھی تعلیم دی ہے، چنانچہ سورہ النساء میں جہاں دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ کے لیے بچاو کا سامان تیار رکھنے اور ضروری اسباب جمع کرنے کی تلقین کی گئی ہے، وہاں امام رازیؒ لکھتے ہیں: **دلت الآية على وجوب الحذر عن العدو ، فيدل على وجوب الحذر عن جميع المضار المظنونة ، وبهذا الطريق كان الإقدام على العلاج بالدواء والعلاج باليد والاحتراز عن الوباء وعن الجلوس تحت الجدار المائل واجباً** [36] یعنی: "یہ آیت دشمن سے بچاو کی تدبیر کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہے، اسی آیت سے ان تمام چیزوں اور کاموں سے بھی بچاو کرنے کا وجوب ثابت ہوتا ہے جن سے انسان کو ضرر کا لاحق ہونا متوقع ہو، چنانچہ یہیں سے دواؤں اور ہاتھ کے ذریعے علاج کرنے، وبا سے بچاو کی تدبیر کرنے، اور جھکی ہوئی دیوار کے نیچے نہ بیٹھنے کا وجوب ثابت ہوتا۔" آپ ﷺ کے فرمان؛ "جذام کے مریض سے ایسے دور بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو"، [37] کے پس منظر میں بھی کار فرما حکمت یہی انسانی بساط کے مطابق تدبیر کو بروئے کار لانا ہے۔ اسی تدبیر کو ملحوظ رکھتے ہوئے مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ تینوں فقہی مذاہب کا متفقہ موقف یہی ہے کہ چونکہ وبائی امراض، <u>**اللہ کے حکم ہی سے**</u>، متعدی ہوتے ہیں، اور ایک سے دوسرے کو لگتے ہیں، جس کے تجرباتی شواہد موجود ہیں، اس لیے آپ ﷺ کے مذکورہ ارشاد گرامی؛ "جذام کے مریض سے ایسے دور بھاگو جیسا کہ شیر سے بھاگتے ہو" کی رو سے جذامی شخص کو، صحت مند افراد کے ساتھ اختلاط اور اجتماعی مجالس میں شرکت سے روکا جائے گا۔ حنابلہ کا موقف یہ بھی ہے کہ کسی جذامی شخص کو کسی صحت مند شخص کے ساتھ اختلاط صرف اس کی اجازت ہی کے بعد جائز ہے۔ [38] اس کے ساتھ ساتھ اس بارے میں جو احتیاطی تدابیر ماہر اطبا بتائیں ان پر عمل کرنے کا وجوب بھی اس ہدایت میں شامل ہے۔ [39]

نتائج بحث: زیر نظر مقالے میں ذکر کردہ تفصیلات سے حاصل شدہ نتائج بہ طور خلاصہ ذیل میں بہ صورت نکات ذکر کیے جاتے ہیں؛

- ایسے امراض جن کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ وہ ایک سے دوسرے شخص میں منتقل ہونے کی قوت وصلاحیت رکھتے ہیں وبائی امراض کہلاتے ہیں، ان امراض میں سے ایک مرض طاعون ہے جو ایسا وبائی ورم ہوتا ہے جو چوہوں سے انسانوں میں منتقل ہوا، اسی

خاص بیماری کو انگریزی زبان میں PLAGUE کہتے ہیں۔ ہیضہ، طاعون اور انفلوئنزا وہ تین مشہور وبائی بیماریاں ہیں جنھوں نے انسانیت کو سب سے زیادہ متاثر کیا۔

- کسی وبائی مرض کا پھیلاو جب تک ایک علاقے، شہر، یا ملک تک محدود ہو تو ایسے وبائی مرض کو انگریزی میں EPEDEMIC، اور اگر یہ پھیلاو دنیا بھر کے مختلف خطوں، علاقوں، شہروں اور ممالک میں پھیل جائے تو پھر وہ وبائی مرض PANDEMIC کہلاتا ہے۔
- دین اسلام نے انسان کو وبائی امراض سے پیدا ہونے والی صورت احوال سے نمٹنے کے لیے جو تعلیمات بہم پہنچائی ہیں ان کو بنیادی طور پر دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، کچھ تعلیمات نظریاتی حیثیت رکھتی ہیں جن سے انسان کی فکری تربیت ہوتی ہے، جب کہ کچھ تعلیمات و ہدایات عملی حیثیت رکھتی ہیں جن کی روشنی میں انسان اپنے مجموعی رویے اور طرز عمل کو صراط مستقیم پر قائم رکھ سکتا ہے۔
- نظریاتی طور پر اسلام اپنے ماننے والوں کو چار باتوں کو اپنی فکر اور اپنے عقیدے و نظریے کا حصہ بنانے کی تلقین کرتا ہے؛

۱: اللہ تعالی حکیم و علیم ہیں، اور اللہ تعالی کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں، یہ حکمت تشریعی اور تکوینی دونوں طرح کے خدائی فیصلوں میں کار فرما ہے، خدا تعالی کے کسی تکوینی فیصلہ انسان کی ظاہر بیں آنکھ کو کتنا ہی خلاف مصلحت کیوں نہ دکھے، لیکن حکیم و علیم ہستی کی حکمت و علم کا تقاضا ہے کہ ہر حال، ہر واقعے، اور ہر حادثے میں کوئی نہ کوئی مصلحت ضرور ہے، درخت کے گرنے والا سوکھا پتہ بھی عین مصلحت ہے۔

۲: انسانی تدبیر خدائی تقدیر کے مقابلے میں بہر حال بے بس و عاجز ہے، اس لیے انسان تدبیر کے تقاضوں کو پورا کرنے کے باوصف، تقدیر سے نہ بھاگ سکتا ہے، اور نہ کسی مقرر شدہ الہی فیصلے کو روک سکتا ہے، اس لیے تدبیر کرنے کے باوجود الہی تقدیر کو برتر و بالا مانا جائے اور اس تقدیر کے آگے سر تسلیم خم رکھا جائے۔

۳: ہر ذی نفس کے لیے موت کا ایک وقت مقرر ہے، جس سے نہ ایک لمحہ حیات کسی کو زیادہ مل سکتا ہے، اور نہ ہی اس مقرر وقت سے ایک لمحہ حیات کم ہو سکتا ہے، ہنستے بستے لوگ وقت مقرر پر راہی ملک عدم ہو جاتے ہیں، اور بیمار سالوں بستر پر ایڑیاں رگڑتے موت کی تمنا کرتے ہیں، یہ عقیدہ و فکر انسان کو موت کے بے جا خوف اور پریشانی سے محفوظ رکھتا ہے۔

۴: انسانی زندگی نہ محض مصیبت اور تکلیف ہے، اور نہ محض عیش و سرور، بل کہ انسان کی زندگی سرد و گرم، خوشی و غم، اور راحت و کلفت دونوں قسم کے حالات سے عبارت ہے، اولاد آدم کے لیے خالق آدم کا یہی حکم ہے کہ زحمت پر شکوہ و شکایت کی بجائے صبر و ہمت سے کام لے، اور نعمت پر سر تا پا شکر گزاری سے کام لے۔ زحمت و نعمت دونوں ہی مواقع پر نیک عمل رہنا اللہ تعالی کے ہاں درجات کی بلندی کا سبب ہے، نیکو کاروں کے لیے زحمت، بھی نعمت ہے، اور بد کاروں کے لیے نعمت بھی کل کو بڑی زحمت کا پیش خیمہ ثابت ہو گی۔

- دوسری طرف وبازدہ صورت احوال میں طرز عمل اور رویہ و کردار کے اعتبار سے اسلام اپنے ماننے والوں کو پانچ ہدایات دیتا ہے؛

۱: جب آزمائش و تکلیف اللہ تعالی کی طرف سے ہے تو اس سے نجات کے لیے سب سے پہلے اسی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو کر دعا اور استغفار کا خصوصی اہتمام کیا جائے۔

۲: جس علاقے میں وبا پھوٹنے کی خبر مل جائے وہاں بلا ضرورت و بلا عذر سفر سے گریز کیا جائے۔

۳: وبازدہ علاقے میں موجود ہونے کی صورت میں اس علاقے سے بلا عذر و مجبوری باہر نہ نکلا جائے تا کہ اس علاقے میں موجود لوگوں کی خدمت اور معاونت کی جا سکے اور بیماروں کو بے یار و مددگار چھوڑ کر بے مروتی کا اظہار نہ ہو۔

۴: اگر بیماری کی آزمائش پڑ جائے تو صبر اور ہمت سے کام لیا جائے اور آزمائش پر ملنے والے اجر و ثواب کو ذہن میں رکھ کر، شکوہ و شکایت کی بجائے، ہر حال میں مشیت و حکمت خداوندی سے رضامندی کا اظہار زبان پر جاری رہے۔

۵: ماہر اطبا کی تجویز کردہ احتیاطی تدابیر پر عمل پیرا ہوا جائے، اور اس سلسلے میں نبی کریم ﷺ کی وہ تعلیم یاد رکھی جائے کہ جیسے آپ ﷺ نے تقدیر پختہ ایمان رکھنے اور اللہ تعالی کی قدرت کاملہ پر مضبوط ایقان رکھنے کا حکم دیا ہے، ویسے ہی آپ ﷺ نے آپ ﷺ نے جذام (کوڑھ) میں مبتلا شخص سے دور رہنے کا حکم بھی فرمایا ہے، اس لیے ماہر اطبا کی تجویز کردہ وہ احتیاطی تدابیر جو شریعت کے دائرے میں آتی ہوں انہیں برتنا اور ان کی پاس داری کرنا بھی دین اسلام ہی کی ایک اہم تعلیم اور ہدایت ہے۔

حوالہ جات:

[1] ابن منظور الإفريقي، محمد بن المكرم، لسان العرب، ط: مصر، دار المعارف، مادة ط ع ن۔

[2] مجمع اللغة العربية، جمهوريه مصر، المعجم الوسيط، ط: مكتبة الشروق الدولية، مادہ: ط ع ن۔

[3] Merriam Webster, Plague, https://www.britannica.com/science/plague retrieved 24 September 2020

[4] امام نووی، محی الدین یحی بن شرف، المنهاج شرح صحیح مسلم، ط: مصر، المطبعة المصرية از ہر شریف، ۱۴/ ۲۰۴

[5] ابن قیم الجوزية، زاد المعاد في ہدی خیر العباد، ت: شعیب الارناووط، عبد القادر الارناووط، ط: مصر، موسسة الرسالة، ج: ۴، ص: ۳۸

[6] علامہ زبیدی، محمد مرتضى الحسيني، تاج العروس، ت: د۔ ضاحی عبد الباقی، ط: الکویت، المجلس الوطني للثقافة والفنون والآداب، ۲۰۰۱ مادہ؛ وب ء۔

[7] Plague, Overview, World Health Organization, https://www.who.int/health-topics/plague#tab=tab_1 retrieved 29 September 2020

[8] Merriam Webster, Pandemic, https://www.merriam-webster.com/dictionary/pandemic retrieved 24 September 2020

Also; Epidemic; https://www.merriam-webster.com/dictionary/epidemic retrieved 24 September 2020
Encyclopedia Britannica, Epidemic, retrieved 24 September 2020https://www.britannica.com/science/epidemic
Also; article title; Pandemic, https://www.britannica.com/science/pandemic retrieved 24 September 2020

9 ابو القاسم الاصفهانی، اسماعیل بن محمد التیمی، الحجة فی بیان المحجة وشرح عقيدة أهل السنة، ت: محمد بن ربيع المدخلي، مصر، دار الراية، ج:١ص:١٥٨

10 امام ترمذی، سنن ترمذی، کتاب القدر، باب ماجاء لاعدوی ولا طیرۃ ولا ہامۃ ولا صفر، ط: ریاض، مکتبۃ المعارف، حدیث نمبر: ۲۱۴۳، ص: ۴۸۴

11 ابن عجیبۃ الشاذلی، احمد بن محمد بن المہدی، لبحر المدید، ط: بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ج:١ص:٥٢٧۔

12 دیکھیے؛ سورہ البقرۃ، آیت ۲۴۳، اور علامہ شبیر احمد کی تفسیر عثمانی، سورہ البقرۃ، فائدہ ذیل آیت ۲۴۴

13 مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، ت: محمد فؤاد عبد الباقی، ط: بیروت، دار احیاء التراث العربی، باب البکاء علی المیت، ج:۲، ص:۶۳۵۔ حدیث نمبر ۹۲۳

14 نووی، یحیی بن شرف، الاذکار النوویۃ، ت: عبد القادر الارناؤوط، ط: دمشق، مطبعۃ الملاح، باب التعزیۃ، ص:۱۲۷

15 ابن عجیبۃ الشاذلی، احمد بن محمد بن المہدی، لبحر المدید، ط: بیروت، دار الکتب العلمیۃ، ج:١ص:٥٢٧۔

16 علامہ آلوسی، السید شہاب الدین محمود، روح المعانی، ط: بیروت، دار إحياء التراث العربي، ج:۲۱، ص:۴۷

17 امام رازی، فخر الدین محمد الرازي، التفسیر الکبیر، ط: بیروت، دار الفکر، ۱۹۸۱، ج:۱۲ص:۶۱

18 سنن ترمذی، کتاب الزہد، باب ماجاء فی الصبر علی البلاء، ص: ۵۴۰ حدیث رقم ۲۳۹۶

19 امام مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب، باب ثواب المؤمن، ط: ریاض، بیت الافکار ص: ۱۰۳۴، حدیث نمبر: ۲۵۷۳

20 امام بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب الطب، باب اجر الصابر فی الطاعون، ط: بیروت، دار طوق النجاۃ، ج:۷، ص:۱۳۱

21 مفتی شفیع دیوبندی، معارف القرآن، سورۃ الروم آیت نمبر ۴۱، ط: کراچی، ادارۃ المعارف، ج:۶، ص:۷۵۵

22 ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، بذل الماعون فی فضل الطاعون، ط: ریاض، دار العاصمۃ ص:۳۱۵

23 امام بیہقی، احمد بن الحسین، شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب، ط: بیروت، دار الکتب العلمیۃ ج:۵، ص:۴۲۸، روایت نمبر: ۷۱۴۷

24 بذل الماعون، ص:۳۱۸

25 بذل الماعون، ص:۳۲۲

26 صحیح بخاری، باب مایذکر فی الطاعون، ج:۷، ص:۱۲۸، حدیث نمبر: ۵۳۹۶

27 زاد المعاد ۴:۴۴

28 صحیح بخاری، باب مایذکر فی الطاعون، ج:۷، ص:۱۲۸، حدیث نمبر: ۵۳۹۶

29 الموسوعۃ الفقہیۃ، عنوان: طاعون، ج:۲۸ص:۳۳۱

30 ملاحظہ ہو؛عنوان: نظریہ تعیین اجل (مدت عمر)

31 لبحر المدید،ج:۱ص:۵۲۷۔

32 صحیح مسلم، باب البکاء علی المیت، ج:۲، ص:۶۳۵۔ حدیث نمبر ۹۲۳

33 امام احمد، مسند احمد، حدیث رجل، ط:بیروت، مؤسسۃالرسالۃ، ج:۳۷، ص:۲۹، حدیث نمبر؛۲۲۳۳۸

34 صحیح بخاری، باب اجر الصابر فی الطاعون، ج:۷، ص:۱۳۱

35 ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ط:بیروت، دار المعرفۃ۱۰:۱۹۳

36 التفسیر الکبیر، ج:۱۱، ص:۲۸

37 مسند احمد، ج۱۵، ص:۴۴۹، حدیث نمبر؛۹۷۲۲

38 الموسوعۃالفقہیۃ، عنوان: جذام، ج:۱۵، ص:۱۳۱

39 موجودہ عالمی وبائی صورت حال میں اطبا کی ہدایات کے مطابق؛ماسک پہننا، سماجی فاصلہ رکھنا، مرض کی علامات ظاہر ہونے پر قرنطینہ کرنا وغیرہ، دین اسلام کی اسی ہدایت؛ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے وجوب، میں داخل ہیں۔م۔ب۔ب

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.